شیخ محمد عاشق
ادارہ

ترجمہ مقدمہ خیر کثیر

امام ولی اللہ تفہیمات الٰہیہ (م ۱۲۵ - ۱۲۶) میں لکھتے ہیں۔ شیخ محمد عاشق شیخ عبید اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ اور شیخ عبید اللہ کے والد شیخ محمد قدس سرہٗ میرے نانا تھے۔ بچپن ہی سے شیخ محمد عاشق کو مجھ سے محبت تھی۔ چنانچہ میرے والد شاہ عبد الرحیم میرے ساتھ شیخ محمد عاشق کو اللہ کی خوشنودی کی راہ میں اس طرح باہم دگر دوستی پاکر خوش ہوتے اور فرماتے کہ آگے چل کر اس دوستی سے بڑا کام سرانجام ہوگا۔ شیخ عاشق کو مجھ سے طریق حق طلب کرنے کی خدا نے توفیق دی اور ان کا ظاہر و باطن، دل و جسم اور زبان میری محبت میں رنگے گئے اور وہ ہمہ تن مجھ سے اخذ علم کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ موصوف اس راہ میں برابر آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ان کا ذوق پورے طور پر بیدار ہوگیا۔ اور میں نے دیکھا کہ انہیں کامل درک اور مکمل احاطۂ علم ہوگیا ہے چنانچہ مجھے اس طرف سے پورا یقین ہے کہ نہ ان کے حالات کبھی پلٹا کھائیں گے اور نہ ان کے اقوال میں تذبذب پیدا ہوگا۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے اور ان کے درمیان جو دروازہ تھا وہ اس طرح کھل گیا ہے کہ جو کچھ وہ مجھ سے اخذ کرتے ہیں اس میں مطلق توقف یا درنگ نہیں ہوتا یوں سمجھئے گویا کہ میں اور وہ دونوں ایک ہی سرچشمہ سے اخذ علم کرتے ہیں۔ شیخ عاشق کے اخلاق ان کے اعمال اور ان کے اطوار سب پسندیدہ اور مرغوب ہیں۔ وہ بحمد اللہ میرے خیرخواہ ہیں۔ میرے علم کے رازداں ہیں میرے اسرار کے حافظ ہیں اور میری کتابوں کے نگراں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر کتابوں کو صفحۂ قرطاس پر لانے کے وہ سبب اور باعث بنے اور انہوں نے ان کتابوں کے مسودوں کو صاف بھی کیا میرا خیال ہے کہ میرے علوم ان کی وجہ سے ہی لوگوں میں باقی رہیں گے۔

اما بعد۔ سالکان طریقت اور طالبان حقیقت پر پوشیدہ نہ ہو کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ کسی کامل فرد کو اپنے علوم اور چھپے ہوئے اسرار کے مظاہر کے لئے انتخاب فرماتا ہے اور اس کو اپنے لئے بمنزلہ جارحہ بنا کر اس کی زبان میں کلام کرتا ہے، تب اس سے ان علوم اور اسرار کا ظہور علوم رسمیہ کسبیہ کے قاعدہ پر نہیں ہوتا کہ ان کو عقل پہلے قاعدہ کے ماتحت ضبط کر کے اس کے بعد مربوط اور مضبوط بنا کر کام میں لائے بلکہ (اس فرد کامل کے) نفس مقدسہ میں جو اسرار ودیعت کئے ہیں اور ان کے ظہور کا ارادہ فرمایا ہے وہ واردات اور تقریبات کے موافق ظاہر فرماتے رہتے ہیں۔ کبھی خطاب کی صورت میں اور کبھی خط و کتابت کی شکل میں، کبھی لغت عربی میں اور کبھی فارسی زبان میں، ایک بار تلویح اور اشارے سے اور دوسرے اوقات میں تصریح اور تفصیل سے بعض اوقات وہ ایک اصطلاح میں اور بعض دوسری اصطلاح میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک معنی کو مکرر ظاہر کرتا ہے خواہ ایک لباس میں، خواہ علیحدہ لباس میں

ایسے کلام سے استفاضہ اور استفادہ کا ادب یہ ہے کہ جس طرح سے اس کا صدور ہوا اسی طرح سے ان نفحات الہیہ کا تعرض کیا جائے اور واردات غیبیہ کو لیا جائے، لیکن ایسے علوم کی حفاظت کا خیال رکھتے ہوئے ان کی تکرار سے عار نہ ہو کیوں کہ اس معنی کے ضمن میں بہت سی برکات مندرج ہیں جو کہ اس طریقہ سے تجربہ کار انسان پر روشن اور ہویدا ہیں۔

اس زمانے میں اس ارفع مقام (پر فائز) مجمع آیات، مطلع فیوض و انوار، منبع علوم واسرار مخزن کنز کمالات وراثت محمدیہ) معدن نقود رموز وصایت احمدیہ، مجدد قواعد شریعت، مقنن قوانین طریقت) مبین غوامض معرفت، محقق دقائق حقیقت، اعظم المحدثین ولی عصر، لسان اللہ (اللہ کی زبان) قطب الدین احمد ابوالفیاض شیخ ولی اللہ ہیں (اللہ ان کے ارشاد کے سایوں کو جہانوں پہ قیامت تک پھیلائے) جیسا کہ اہل معرفت اور ایقان کے ہاں ثابت ہے اور اس معنی کے مصداق وہ ہے جو جناب ختمیت علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات نے بعض مبشرات میں آپ کی ذات کرامت آیات کو اپنے نفحات سمات سے وجود ذہنی کی وجود خارجی سے نسبت فرمائی۔ اور اس شہر میں (شاہ صاحبؒ کو ذکی اور اس امت کے حکیم کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ یعنی وہ کمالات الہیہ آنجناب کے عین ثابتہ میں فعلیت خارجیہ سے ظہور کیا اور اپنے آثار خارجیہ کے تحقق میں بنایا وہ جملہ معانی آپ کے عین صافی میں علوم اور معارف کی صورت میں جلوہ گر ہوئیں۔ پس ان (شاہ صاحب) کے علوم اور اسرار درحقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے علوم واسرار ہیں اور ان کی حفاظت اس بشارت کے شمول کے لئے مورث ہے۔ اللہ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے میری گفتار کو سنا پھر اس کی حفاظت کی جس طرح اس کو سنا۔

اللہ کے بڑے احسانات اور عظمیٰ نعمتیں جن کا شکر ادا کرنا مقدور سے خارج ہے۔ آشیانہ ولی احمدیہ (شاہ ولی اللہ) کے آستانہ کرامت کی خاک چومنے والوں کے کمترین فقیر محمد عاشق ملقب "علی" بن شیخ عبداللہ بارہوی، پھلتی پر (اللہ ان دونوں کے لئے ہے دنیا اور آخرت میں) تحدیث نعمت کے طور پر اور اس لئے کہ نعمت کا اظہار بھی اس کا شکر ہے۔ التماس کرتا ہے کہ حضرت ولی رحیم جو کہ استحقاق سے بھی پہلے نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے اپنے خزانہ رحمت سے

اس بندہ سراپا قصور کے دل میں شعور کی ابتدا سے آنجناب ولایت قباب (شاہ ولی اللہ) کے سے رسوخ عقیدت اور اقتدار کو کرامت فرمایا اور ان منبع انوار (شاہ صاحب) سے ظہور اسرار کی ابتدا سے اس بندہ (محمد عاشق) آنجناب (شاہ صاحب) کے خطاب کی خصوصیت کا شرف عنایت فرمایا، کیونکہ اکثر جب شرف حضور حاصل ہوتا تھا تو خطاب سے اور اگر کبھی بظاہر اس محفل سعادت منزل سے دور ہوتا تھا۔ تو مکاتبۃ (کتابت) سے اس تکریم سے مخصوص تھا، یہاں تک کہ اگر میں یہ حلف اٹھالوں کہ آپ (شاہ صاحب) کے جو کچھ علوم واسرار ظاہر ہوئے ہیں (دامت برکاتہم) خاص طور پر تصوف کے اسرار وہ سب میرے لئے ہی ظاہر ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمائے ہیں۔ تو انشاء اللہ اس قسم کے اندر میں حانث نہ ہوں گا۔ کیونکہ ان اسرار کی اکثریت ایسی ہے کہ اس بندہ کے ساتھ کوئی بھی دوسرا آدمی خطاب میں شریک اور سہیم نہ تھا اور بعض اوقات کہ بظاہر دوسرا بھی دخیل ہوتا تھا۔ تو اس عربی بیت کے مضمون جو بعض نوازش ناموں میں اس خاکسار کی طرف مرحمت فرمایا۔ وانی وان خاطبت الف مخاطب۔ فانت الذی اعنی وانت المخاطب۔ اور اگر میں ہزار لوگوں سے خطاب کروں تو تم ہی میرا مقصود اور مخاطب ہو۔ درحقیقت آپ نے اپنی اس سعادت سے مخصوص پاکر پھر ان کلمات معجز آیات کے آخر کی توفیق عنایت فرمائی۔ پھر ان میں سے کچھ کتابیں اور رسائل تھے۔ ان مسودوں کو نکالا اور ان کا مبیضہ بنایا اور کچھ ٹکڑے جو کہ رقعات اور خطوط کے ضمن میں متفرق طور پر مدون پایا تھا اور وہ اڑنے اور فنا ہونے والے تھے مدون کر کے مستقل رسالے بنائے اور جو کچھ حصہ جو کہ مجالس کے درمیان زبان الہام سے بیان فرمائے تھے اپنی فہم کے مطابق قید کتابت میں لاکر جمع کیا اور کچھ حصہ جو خطاب اور کتابت کے محض کے سوا افاضہ باطنی کے طور پر آراستہ کر کے آنجناب (شاہ صاحب) کے آفتاب باطن اسرار مواطن نے اس ذرہ ہیچمدان کی لیاقت اور استعداد پر چمکا تھا۔ اس کو فارسی یا عربی عبارت میں املا کرائے تھے ان کو جناب کی خدمت کی عرض رکھا اگر اس کی تصویب ہوئی (اور صحیح قرار دیا) تو اس کو بھی تقریر کی قسم سے شمار کرتے ہوئے اوراق میں ثبت کیا۔

خلاصہ یہ کہ اس سعادت کو حاصل کرنے میں ایسے حرص کے ساتھ توفیق ہوئی کہ ایک کلمہ کو بھی اپنے مقدور مطابق ضائع نہ کیا اور ان کے جمع کرنے میں غفلت نہ برتی یہاں تک کہ آنجناب (شاہ صاحب) کے بعض اصحاب کے احوال اور اقوال کو بھی حتی الوسعت تالیف کیا اور اس کام میں عمر کو صرف کیا۔ بحمداللہ کہ جمع اور تالیف میں شوق کو پورے کرنے کے سوا کوئی دوسری چیز منظور نہ تھی۔

خداوندا! تو جانتا ہے کہ میں نے اس مقالے کو فخر یہ نہیں کہتا بلکہ تیری نعمت کی تحدیث شکر اور ثنا کے طور پر کہہ رہا ہوں۔

اب جب کہ سنہ گیارہ سو اکسٹھ ہے اللہ کے فضل اور اس کی حسن توفیق سے میں نے یہ عزم کیا کہ تصوف کے ان تمام قلمی رسائل کو ایک جلد میں جمع کر کے کلیات کو مدون کر دوں تاکہ یہ سب ضائع ہونے سے بچ جائیں اور اس کے موافق ادا کیا جس طرح ان کو سنا اسی طرح ان کو ادا کیا، سعادتمند طالبوں تک ان کو پہنچانا اور ادا کرنا احسن اور اکمل وجوہ پر ہو جائے اگر کوئی صاحب استعداد انسان جس کو ان اسرار کی پیاس ہے، اس بحر زلال کی طرف راستہ پائے۔ تمام چشموں کو ایک جگہ پا کر وجہ اکمل پر سیرابی حاصل کرے اور متعددہ اماکن کی طرف جستجو کا محتاج نہ ہو۔ ورنہ اسرار کے یہ مخدرات جن کو کسی انسان یا جن نے ان سے پہلے مس نہیں کیا۔ مقصورات فی الخیام کی مانند مستور رہ جاتے۔

اس عزیمت کو بروئے کار لانے سے پہلے جب یہ چند سطریں شکستہ قلم لیساتھ لکھ کر فیض اثر حضرت ولی نعمت (شاہ صاحب) کو دکھائیں تو نہایت منبسط اور منشرح خاطر ہو کر خوشی سے بھر گئے، نہایت بندہ نوازی فرما کر خاکسار کو ان کلمات نوازش آیات سے شرف امتیاز بخشا اور اس کے افتخار کے سر کو عرش عزت کے اوج تک پہنچایا کہ تجھ سے ہی اس امر (تالیف) کی ابتدا ہوئی تھی اور تمہاری طرف ہی لوٹ رہا ہے۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس کے تم سزاوار اور اہل ہو قسم ہے حق رب معبود کی۔

پس خداوندا! تو جانتا ہے کہ میں اس نعمت کا جس سے زیادہ مطلوب نہیں شکر ادا نہیں کر سکتا، پھر تو ہی اسے پروردگار ہماری طرف سے ان کو جزا خیر دے۔ اور ہم پر اس کا احسان فرما کیوں کہ تو ہی نعمت اور عطا کا والی ہے۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اس